رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ سانحہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش تھا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ مدینہ تاریک ہو چکا ہے۔ اس وقت صدیق اکبر سنح نامی جگہ میں تھے۔ یہ خبر سن کر آئے، گھوڑے سے اترے اور سیدھے مسجد میں چلے گئے اور لوگوں سے بات کیے بغیر سیدھے حضرت عائشہ کے حجرے میں گئے، جہاں رسول اللہ ﷺ کا جسد اطہر تھا۔ آپ نے چہرہ اقدس ﷺ سے چادر ہٹا کر بوسہ دیا، رو پڑے اور فرمایا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اللہ آپ پر دو موت جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھ دی گئی تھی وہ تو آ چکی۔" [بخاری باب مرض النبی ﷺ ح ٤٤٥٢]

**صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی متانت و سنجیدگی:** رسول اکرم ﷺ کی رحلت اصحاب کرام پر غم واندوہ کا پہاڑ بن کر ٹوٹ پڑی۔ یہاں تک کہ مضبوط سے مضبوط تر شخصیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حواس باختہ ہو کر مجمع عام میں کہہ رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ وفات نہیں پائے ہیں۔ جو کوئی ایسا کہے گا میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ آپ اس وقت تک وفات نہیں پائیں گے جب تک منافقوں کا خاتمہ نہ کر دیں۔

صدیق اکبر حجرہ عائشہ سے باہر نکلے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: عمر بیٹھ جاؤ! عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ ادھر صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا: "...... اما بعد: تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا تو محمد ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔ اور تم میں سے جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر ان پر موت آ جائے یا اسے شہید کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟ جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پلٹا تو وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرتا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خطاب سن کر یقین آ گیا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔ اس سے قبل لوگوں کا ایسا حال تھا گویا اس آیت کے نزول کا علم ہی نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی، تو سب نے ان سے یہ آیت اخذ کی۔ اب جس آدمی کو سنتا وہ یہی تلاوت کر رہا ہوتا۔ [بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ]

آپ رضی اللہ عنہ عوامی جذبات کی رو میں بہہ کر جذباتی نہیں ہوئے۔ نہ عوامی شور دیکھ کر مصلحت کے تحت خاموشی اختیار کی، نہ آیات آپ سے مخفی رہتیں بلکہ ہمیشہ استحضار رہتیں۔ ایسے موقع پر اچھا خاصا انسان حیران و سرگردان رہتا ہے کہ میں اس مجلس کو کیسے خاموش کروں، کیونکر سمجھاؤں، پلّے میں کچھ نہیں پڑتا۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وأرضاه کا معاملہ بالکل مختلف اور منفرد تھا۔

❁❁❁❁❁

نظام معاشرت قسط (1)

# انسانیت اور اس کے تقاضے

محمد شریف بلغاری

عالم کائنات ایک ایسے مرتب و مسلسل نظام فطرت پر قائم ہے، جس کا ہر درجہ پہلے درجے سے بلند تر اور ممتاز ہے۔ پہلے درجے میں جمادات ہیں؛ جن میں نمو ہے نہ حرکت، احساس ہے نہ ارادہ، حس ہے نہ نطق، عقل ہے نہ شعور۔ اس کے بعد نباتات کا درجہ ہے؛ جن میں حرکت ونمو ہے تو دوسری صفات سے محروم ہیں۔ پھر حیوانات ہیں؛ جن میں نمو وحرکت اور احساس وارادہ تو ہے مگر نطق وعقل اور ادراک کلیات کی قوت نہیں۔ پھر انسان ہے جو ان تمام صفات سے متصف ہونے کی وجہ سے "اشرف المخلوقات" کہلانے کا مستحق ہے۔ [قیامت کی نشانیاں ص: ۲۰]

اگر یہی اشرف المخلوقات خالق کائنات کی عنایت کردہ بصارت، بصیرت اور سماعت جیسے عظیم انعامات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے خالق اور مالک جل جلالہ کا قدر شناس نہ بنے تو حیوان سے بھی بدتر مخلوق شمار ہوتا ہے؛ اگرچہ یہ انسان دنیاوی نظر میں ترقی یافتہ، روشن دماغ، جدت پسند اور زمانے کے ساتھ ہم آہنگ کیوں نہ گردانا جاتا ہو۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والإنس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم أعين لا يبصرون بها ولهم اٰذان لا يسمعون بها أولٰئک كالأنعام بل هم أضل أولٰئک هم الغٰفلون﴾ [الأعراف ۱۷۹] "ہم نے بہت سے جن وانسان جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے سنتے نہیں۔ ایسے لوگ جانوروں کی طرح، بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔" اللہ کریم نے انسانوں کو دل، آنکھ اور کان اس لیے عنایت فرمائے تھے کہ یہ اشرف المخلوقات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شاہکاروں پر غور وفکر کرے، رب قہار کے عذاب نے مختلف قوموں کو ان کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے صفحہ ہستی سے ملیامیٹ کیا تھا، اس سے سبق حاصل کریں۔ گردشِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ﴿أنا ربكم الأعلىٰ﴾ کی ندا لگانے والے ﴿إنما أوتيته علىٰ علم عندی﴾ جیسے زعم باطل میں مبتلا فرعون، ھامان اور نمرود جیسوں کے المناک انجام سے درس عبرت حاصل کریں۔

اگر نئی نسل قدیم تاریخ سے نابلد ہے تو سونامی کے طوفان سے عبرت حاصل کریں جس نے چند لمحوں میں شہروں کے

شہر خس وخاشاک کی طرح بہا دیا، لاکھوں انسانوں کو چند سیکنڈوں میں عالم فنا کو پہنچایا، سمندروں کے ساحلوں کو اربوں ڈالروں سے فحاشی کے اڈوں میں تبدیل کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کو چیلنج کرنے والے لاکھوں انسانوں کو انہی ہوٹلوں اور کلبوں سمیت تباہ وبرباد کر دیا، مضبوط ایٹمی پاور پلانٹ رکھنے والے جاپان کے ایٹمی مراکز کو سمندر کی تہوں میں معمولی زلزلہ پیدا کر کے تباہی کے دہانے پہنچا دیا اور جدید ترقی یافتہ شہروں کو تنکوں کی طرح سمندر برد کر دیا۔ یہ تمام واقعات آج کی نسل نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر دیکھا، سنا اور پڑھا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ خالق ومالک کے قادر مطلق اور سپر پاور ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے رب ذوالجلال کے بندے بنیں۔ لیکن صد افسوس کہ آج کے ماڈرن ایجوکیٹڈ روشن خیال لوگ چند مفروضے قائم کر کے اور چند بے تکی سائنسی وجوہات بیان کر کے اس عبرت کے سامان کو نسیاً منسیا کر دیتے ہیں۔

یوں تو اس وقت دنیا میں مغرب کی ترقی کا غلغلہ، سائنسی ایجادات کا چرچا، جدیدیت کا دور دورہ ہونے کی باتیں زبان زد عام ہیں، لیکن اگر کوئی فطرت سلیمہ رکھنے والا شخص، عقل کامل والا انسان، تفکر وتدبر سے لبریز دل کے ساتھ ان نشریاتی لہروں اور میڈیا کی چنگاڑ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یورپ عالم انسانیت سے بالکل ہی باہر نکل گیا ہے۔ اپنے اس سیاہ ترین حالات پر پردہ ڈالنے کے لیے اس نے مادر پدر آزاد زندگی، ماڈرن وترقی یافتہ دکھانے کے لیے جدید سے جدید تر آلاتِ نشر واشاعت روبہ عمل لایا ہوا ہے۔ اور انسانیت کو اخلاقی پستی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں دھکیلنے، عریانیت وفحاشیت کے سیلاب بدتمیزی کی بے چوموجوں کے نذر کرنے جیسے رذیل کاموں پر "روشن ضمیری" کا لیبل چسپاں کر کے خالق حقیقی سے جنگ کرنے کو "انسانیت کی ترقی" گردان رہے ہیں۔

**حقوق انسانی کے ٹھیکیدار:** سودی نظام جن کی معیشت، زنا وبدکاری جن کی جدیدیت، ہم جنس پرستی جن کا قانون، عریانیت وفحاشیت جن کے اخلاق، کتوں اور بلیوں سے جن کو پیار، خنزیر جن کی خوراک، شراب وکباب سے جن کو شغف، ناچ گانا جن کا مشغلہ ہے؛ غرضیکہ تمام تر سفلی کردار واعمال کے دلدادہ اہل مغرب اپنے غلام حکمرانوں سمیت حقوق انسانی کی ٹھیکیداری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور عالم اسلام میں مختلف این جی اوز کے ذریعے اسلامی شعائر کی دھجیاں اڑانے میں مصروف عمل ہیں۔ جن کے اندر انسانیت کا رمق باقی نہیں۔ کیا ان کا انسانیت کی علمبرداری کا دعویٰ درست ہوسکتا ہے؟

اہل یورپ جہاں کالوں کے عبادت خانے الگ اور گوروں کے الگ، کالوں کی ہوٹلیں الگ، اور گوروں کی الگ، کالوں کی سیرگاہیں الگ اور گوروں کی الگ ہیں، غرضیکہ انسانوں کی تقسیم رنگ ونسل کی بنیاد پر جہاں کی گئی ہو، کیا یہ لوگ جنس

انسانی کے حقوق کے علمبردار ہو سکتے ہیں؟ کتوں کو چومنے والے اور اگر کوئی کتے کو مارے تو سزا دینے والے، عبادت خانوں سے لے کر قحبہ خانوں، سکولوں سے لے کر یونیورسٹیوں، پارکوں سے لے کر سیر گاہوں تک میں صنف نازک کے ساتھ جنسی زیادتی کا ارتکاب کرنے والے کیا حقوق انسانی کے علمبردار ہو سکتے ہیں؟!

۞ ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر ہر ذی روح کو بھسم کر دیا، افغانستان عراق وغیرہ میں ناجائز مداخلت کرتے ہوئے بے گناہ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا...... کیا یہ لوگ حقوق انسانی کے ٹھیکیدار بن سکتے ہیں؟!

۞ اہل مغرب کے بغل بچہ اسرائیل کی طرف سے فلسطین کے مختلف سلسلہ ں میں بسنے والوں پر ہر طرح کی خوراک وادویات کی فراہمی پر پابندی لگا کر مردار کتے بلی تک کھانے پر مجبور کرنے کے باوجود اسرائیل کو ہی حق بجانب ٹھہرانے والوں کا حقوق انسانی کی نمائندگی کا دعویٰ چہ معنی دارد؟ ..... صابرا اور شتیلا کے کاں میں بسنے والے مظلوم فلسطینی بچوں اور عورتوں تک کو تہ تیغ کرنے والوں کے حامی ومددگار سفاک لوگ حقوق انسانی کا دعوی کریں تو کیا درست ہو سکتا ہے؟!

۞ ان درندہ صفت معاشرے کے مکینوں کو یہ کھلی چھوٹ کس نے دی ہے؟ کیا ان میں منے ث کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے دیا ہے؟ کیا ان کے نبیوں کی لائی ہوئی اصل آسمانی کتابوں میں اس کی اجازت ملتی ہے؟ ہرگز نہیں، حقیقت میں یہ لوگ اپنی بداعمالیوں، بے ضابطگیوں، لاقانونیت اور وحشیت کے ذریعے رب ذوالجلال کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿فلنذيقن الذين كفروا عذابا شديدا ولنجزينهم أسوأ الذى كانوا يعملون ۞﴾ [حم السجدة ۲۷] ''پس یقیناً ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ (ضرور) دیں گے۔'' اور یہ سزا دنیا میں ہی سونامی طوفانوں، طوفانِ بادوباران کے جھکڑوں، ایڈز اور دیگر وبائی امراض کی شکل میں چکھ رہے ہیں۔ لیکن کوئی ہے جو ان سے عبرت پکڑے؟!

**جمہوریت کے علمبردار:** **جمہور:** ج کے ضمہ کے ساتھ ریت کے ٹیلے کو کہتے ہیں، اور لوگوں کی اکثریت پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ [ترتیب القاموس المحیط: ۵۳٤] **جمہور اصل میں جمہر ہے**، اس کے معنی حقیقت کو چھپا کر کسی جزوی چیز کی خبر دینا ہے۔ ''إذا أخبرت الرجل بطرف من الخبر وكتمته الذى تريد'' [لسان العرب ٤/١٤٩]

''الحكم الجمهوري: هو أن يكون الحكم بيد أشخاص تقيمهم الرعايا تحت الشرائع وقوانين تفرضها لهم فليزمهم السلوك بموجبها مطلقاً'' [محيط المحيط: ١٢٦] ''**جمہوری نظام حکومت**

اسے کہا جاتا ہے کہ کچھ طریقے اور قانون اپنے طور پر وضع کر کے اسے چلانے کے لیے عوام کچھ لوگوں کو انتخاب کر کے اپنے اوپر لازم کردہ قانون کے تحت چلنا واجب کر دے۔"

❁ کوئی بھی شخص بنظر غائر "جمہور" کے لغوی و اصطلاحی تعریف پر غور کر لے تو معلوم ہوگا کہ جمہوری نظام، دین اسلام سے کوئی میل نہیں کھاتا۔ اسلام کے نظام حکومت کا منبع و سرچشمہ کتاب وسنت ہے۔ پھر اجماع امت، قیاس صحیح اور مصالح مرسلہ کے تحت قرآن وحدیث کے نصوص سے مستنبط فقہاء ومفکرین امت کے اجتہادات کے مطابق بنایا ہوا نظام ہی اسلامی نظام سیاست وحکومت ہے۔ جبکہ جمہوریت بناوٹی ومصنوعی نظام قانون ہے۔

نظام حکومت چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد اکرم ﷺ کو خطاب کر کے تا قیامت کے لیے حکم فرمایا:

﴿إنآ أنزلنآ إليک الکتاب بالحق لتحکم بين الناس بمآ أراک الله ولا تکن للخآئنين خصيما ۞﴾ [النساء ۱۰۵] "یقیناً ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے؛ تا کہ آپ لوگوں میں اس چیز کے **مطابق فیصلہ کریں**، جس سے اللہ نے تمہیں شناسا کیا ہے۔ اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔" اس آیت کریمہ میں جہاں رب قدوس نے کتاب کریم کو قیامت تک کے لیے مجسمہ حق وصداقت باور کرایا، اور فیصلہ کے لیے بنیادی سرچشمہ ہدایت ہونے کی وضاحت فرمائی، اور تدبر وتفقہ حاصل کرنے کی جانب بھی لطیف اشارہ فرمایا، اور حق کو چھپانے منبع رشد وہدایت سے دغا کرنے، حق وصداقت کو دبانے والوں کے ساتھ نہ دینے کا صریح حکم فرمایا۔

اگر ہم اس حکم الٰہی کے واقعہ نزول پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت کسی یہودی کو چوری کے الزام سے بری کرنے کے لیے اتری ہے۔ ایک طعمہ نامی شخص نے کسی مسلمان کی زرہ چوری کی، پھر اپنے جرم کو چھپانے کے لیے یہودی کے گھر پھینک کر دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ ملا کے خود کو بری کرنا چاہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عرش رحمٰن سے اس یہودی کی عزت بحال رکھتے اور چوری کے الزام سے بری کرتے ہوئے یہ آیت اتاری۔

❁ قرآن کریم جہاں مؤمنین کے لیے باعث رشد وہدایت ہے۔ وہیں یہ کلام مجید پوری انسانیت کے فلاح دارین کا ذریعہ اور حقوق انسانیت کا علمبردار بھی ہے، جس کی واضح دلیل مذکورہ آیت کریمہ کا سبب نزول ہے۔

❁ موجودہ دور میں جمہوری نظام حکومت کی تشہیر پر بڑے قلابے کھائے جارہے ہیں، الیکٹرک اور پرنٹ میڈیا جمہوری سیاست کی کامیابی پر بڑا زور لگا رہے ہیں۔ مغربی دانشوروں کے ساتھ مغرب نواز نقال مسلمان مفکرین بھی بڑے زور شور سے جمہوریت کی تعریف میں رطب اللسان ہیں؛ حالانکہ انسان کا وضع کردہ کوئی بھی نظام کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔